42- سُورَةُ الشُّورٰى

آیات: 53 ...... مَکِّیَّۃ"...... پیراگراف: 7

● زمانۂ نزول اور پس منظر:

سورۃ ﴿الشُّورٰى﴾ یہ ﴿حٰوامیم﴾ کے سلسلے کی تیسری سورت ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے قیامِ مکہ کے آخری دور میں، یعنی غالباً 13 نبوی میں نازل ہوئی، یہ وہی زمانہ ہے، جب سورۃ ﴿الزُّخرُف﴾، سورۃ ﴿الانعام﴾ اور سورۃ ﴿الاعراف﴾ بھی نازل ہوئیں، جس میں رسول اللہ ﷺ کے قتل کی اجتماعی فیصلے اور سازش کا ذکر ہے۔ جب قریشِ مکہ رسول اللہ ﷺ کی دعوت کے بارے میں بدستور شک میں مبتلا تھے۔ مولانا اصلاحیؒ نے لکھا ہے کہ یہ ﴿وداعی خطاب﴾ کی سی حیثیت رکھتی ہے۔ دراصل یہ سورت مدینۂ منورہ میں اسلامی حکومت کے قیام کی تمہید ہے، جس میں اللہ کے قانون یعنی اللہ کی شریعت کو نافذ کرنے کے لیے اور اقامتِ دین کے لیے شورائیت پر مشتمل عادلانہ اجتماعی نظم (اسلامی ریاست) قائم کرنے کی ہدایت دی گئی۔ اس سورت میں شریعتِ خداوندی اور خود ساختہ شریعتِ انسانی کا فرق بتا کر ﴿توحیدِ حاکمیت﴾ کی وضاحت کی گئی ہے۔

سورۃُ الشُّورٰی کا کتابی ربط

1۔ پچھلی سورۃ ﴿حٰم السَّجدۃ﴾ میں، زمین پر تکبر کا مظاہرہ کرنے والے اللہ کے دشمنوں ﴿اَعدَاءُ اللّٰہ﴾ کا ذکر تھا۔ یہاں سورۃ ﴿الشــــورٰی﴾ میں اُن سے مقابلے کے لیے، وحی پر مشتمل آسمانی تدبیریں بیان کی گئی ہیں۔ مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ شورائیت پر مبنی ایک اسلامی ریاست قائم کر کے اللہ کے دشمنوں کا قلع قمع کر دیں۔

2۔ اگلی سورت ﴿الزُّخرف﴾ میں اللہ تعالیٰ کی تکوینی اور تشریعی حاکمیت کا ذکر ہے۔ اللہ کے دشمن ﴿اَعدَاءُ اللّٰہ﴾ اللہ کے بجائے اپنے آپ کو حاکمِ اعلیٰ سمجھنے لگتے ہیں اور زمین پر فرعونی رویے اختیار کرتے ہیں۔

سورۃُ الشُّورٰی کے اہم کلیدی الفاظ ومضامین

1- اس سورت میں ﴿کَـــذٰلِکَ﴾ کے الفاظ سے یہ بات واضح کی گئی ہے کہ محمد ﷺ کی رسالت و نبوت پچھلے انبیاء ورسل ہی کی طرح ہے۔ یعنی یہ نبوت کوئی نئی اور نرالی بات نہیں ہے۔ اس سورت میں لفظ ﴿کَذٰلِکَ﴾ کی تکرار سے، آپ ﷺ پر نازل شدہ وحی کو سابقہ سلسلۂ رسالت سے مربوط کر دیا گیا ہے۔ چنانچہ ﴿کَذٰلِکَ﴾ کا لفظ تین مرتبہ (آیات 3، 7 اور 53) اور ایک مرتبہ ﴿فَکَذٰلِکَ﴾ (آیت 15) استعمال ہوا ہے۔

2- اس سورت میں وحی کے تین (3) طریقوں کی وضاحت ہے۔ چوتھے طریقے خواب کا ذکر سورت ﴿الصّٰٓفّٰت﴾ میں حضرت ابراہیمؑ اور حضرت اسماعیلؑ کی قربانی کے سلسلے میں ہوا ہے۔

(a) سریع اشارے سے اللہ تعالیٰ دل میں بات ڈال دیتا ہے ﴿وَحْیًا﴾۔

(b) پردے کے پیچھے سے بات کرتا ہے ﴿اَوْ مِنْ وَّرَآئِ حِجَابٍ﴾۔

(c) کوئی فرشتہ بھیج کر وحی کر دیتا ہے ﴿اَوْ یُرْسِلَ رَسُوْلًا﴾ (آیت نمبر 51)۔

3- اللہ کی ذات کے بارے میں کج بحثی کرنے والوں کو ﴿یُجَادِلُوْنَ آیت: 35﴾ اور اللہ کے بارے میں فضول جھگڑا کرنے والوں کو ﴿یُحَاجُّوْنَ فِی اللّٰہ آیت: 16﴾ صرف تین الفاظ کے ذریعے خاموش کر دیا گیا کہ اللہ کی ذات کسی مخلوق سے مشابہ نہیں۔

﴿لَیْسَ کَمِثْلِہٖ شَیْءٌ﴾ ' کوئی چیز بھی اللہ کی طرح نہیں ہے (آیت: 11)۔ یہ توحیدِ ذات کا مضمون ہے۔

4- اس سورت میں ﴿اَولیــاء﴾ کے لفظ سے، بار بار شرکِ ولایت کی تردید کی گئی ہے۔ مشرکین کو خبردار کیا گیا ہے کہ وہ ﴿مِنْ دُوْنِ اللّٰہ﴾ کو اپنے ﴿اَولیــاء﴾ نہ بنائیں، اللہ ہی سب کا ﴿وَلی﴾ ہے، سرپرست اور کارساز ہے۔ سب کی بگڑی بنا سکتا ہے۔ یہ توحیدِ ولایت اور توحیدِ اختیار کا مضمون ہے۔

(a) غیر اللہ کو ﴿وَلــی﴾ بنانے والوں کی اللہ نگرانی کر رہا ہے، رسول اللہ ﷺ اِن پر داروغہ نہیں ہیں ﴿وَالَّـذِیْنَ

اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءَ اللّٰهُ حَفِيْظٌ عَلَيْهِمْ ﴾۔ (آیت:6)

(b) غیر اللہ کو ﴿ وَلِی ﴾ سمجھنے والے ظالموں کا کوئی مددگار اور ﴿ وَلِی ﴾ نہیں ہوتا ﴿ وَالظّٰلِمُوْنَ مَا لَهُمْ مِّنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ﴾ (آیت:8)۔

(c) غیر اللہ کسی کو زندگی نہیں دے سکتے، اللہ تعالیٰ ہی مردوں کو زندگی دے سکتا ہے۔ اس لیے غیر اللہ کے بجائے، اللہ ہی کو ﴿ وَلِی ﴾ بنانا چاہیے ﴿اَمِ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءَ فَاللّٰهُ هُوَ الْوَلِيُّ وَهُوَ يُحْيِ الْمَوْتٰى ﴾۔ (آیت:9)

(d) غیر اللہ بارش برسانے کا اختیار نہیں رکھتے۔ اللہ تعالیٰ ہی بارش کے ذریعے اپنی رحمت کو پھیلاتا ہے۔ اسی لیے وہی ﴿ وَلِی ﴾ ہوسکتا ہے اور اُسی کی تعریف کی جاسکتی ہے ﴿وَهُوَ الَّذِيْ يُنَزِّلُ الْغَيْثَ مِنْ بَعْدِ مَا قَنَطُوْا وَيَنْشُرُ رَحْمَتَهٗ وَهُوَ الْوَلِيُّ الْحَمِيْدُ﴾ (آیت:28)۔

(e) اللہ تعالیٰ کو آسمانوں اور زمین میں عاجز نہیں کیا سکتا۔ وہ طاقت کا سرچشمہ ہے۔ لہٰذا اُس کے علاوہ کسی اور کو سرپرست ﴿ وَلِی ﴾ اور حمایتی تسلیم نہیں کیا جاسکتا ﴿وَمَآ اَنْتُمْ بِمُعْجِزِيْنَ فِي الْاَرْضِ وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ ﴾۔ (آیت:31)

(f) جس شخص کو اللہ گمراہ کردے، اُس کے بعد کوئی اور ہستی اُس کی سرپرست ﴿ وَلِی ﴾ نہیں ہوسکتی، جو اسے ہدایت دے سکے۔ ﴿وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ وَّلِيٍّ مِّنْۢ بَعْدِهٖ ﴾۔ (آیت:44)

(g) اللہ کے علاوہ کوئی اور ہستی سرپرست ﴿ وَلِی ﴾ نہیں ہے جو ان لوگوں کی مدد کرسکے اور انہیں ہدایت کا راستہ دکھا سکے ﴿وَمَا كَانَ لَهُمْ مِّنْ اَوْلِيَآءَ يَنْصُرُوْنَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ سَبِيْلٍ ﴾۔ (آیت:46)

5- ﴿ اِسْتِجَابَة ﴾ کے لفظ کے بار بار استعمال کے ذریعے توحید کی دعوت کو قبول کرنے کا مشورہ دیا گیا ہے اور عواقب سے آگاہ کیا گیا۔

(a) ﴿استجابت﴾ یعنی اسلام کی دعوت کو قبول کرنے کی دعوت دی گئی اور اُنہیں روزِ قیامت سے دھمکایا گیا۔ ﴿اِسْتَجِيْبُوْا لِرَبِّكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ يَوْمٌ لَّا مَرَدَّ لَهٗ مِنَ اللّٰهِ مَا لَكُمْ مِّنْ مَّلْجَاٍ يَّوْمَئِذٍ وَّمَا لَكُمْ مِّنْ نَّكِيْرٍ ﴾ (آیت:47)۔

(b) ﴿استجابت﴾ یعنی اسلام کی دعوت کو قبول کرنے والے ایمان لاکر نیک اعمال کرتے ہیں، اللہ اِن کے فضل میں اضافہ کرے گا اور دعوت کو مسترد کرنے والوں کو سخت عذاب سے دوچار کرے گا۔ ﴿ وَيَسْتَجِيْبُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَيَزِيْدُهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ وَالْكٰفِرُوْنَ لَهُمْ عَذَابٌ

شَدِيْدٌ ﴾ (آیت:26)

(c) ﴿استجابت﴾ یعنی اسلام کی دعوت قبول کرنے والے نماز قائم کرتے ہیں، باہمی مشورے پر مبنی اجتماعی نظم قائم کرتے ہیں اور اللہ کی دی ہوئی نعمتوں میں سے خرچ کرتے ہیں۔ ﴿ وَالَّذِيْنَ اسْتَجَابُوْا لِرَبِّهِمْ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاَمْرُهُمْ شُوْرٰى بَيْنَهُمْ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ﴾۔ (آیت:38)

(d) ﴿استجابت﴾ یعنی اسلام کی دعوت کے مانے جانے کے بعد کٹ حجتی اور ضد کا مظاہرہ کرنے والوں کی حجت (دلیل) اللہ کے نزدیک پسپا ہے۔ اِن پر اللہ کا غضب ہوگا اور یہ سخت عذاب سے دوچار کیے جائیں گے۔

﴿وَالَّذِيْنَ يُحَآجُّوْنَ فِى اللّٰهِ مِنْ بَعْدِ مَا اسْتُجِيْبَ لَهٗ حُجَّتُهُمْ دَاحِضَةٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَعَلَيْهِمْ غَضَبٌ وَّلَهُمْ عَذَابٌ شَدِيْدٌ ﴾ (آیت:16)

اس دعوت کو قبول کرنے والوں کو اللہ کے بندے ﴿ عِبَاد ﴾ کہا گیا ہے۔ (آیات 23،25،27 اور 52)

6- اس سورت میں دو شریعتوں کا تقابل ہے۔ ایک اللہ کی شریعت ہے اور دوسری انسانوں کی بنائی ہوئی شریعت اور قانون ہے، جس کی اللہ تعالیٰ نے ہرگز اجازت نہیں دی ہے۔ اللہ کی نازل کردہ شریعت اور قانون کو زندگی کے ہر شعبے میں نافذ کرنے کی کوشش کرنا اہم پر فرض ہے۔

(a) اللہ کی شریعت (Divine law) ﴿ شَرَعَ لَكُمْ مِّنَ الدِّيْنِ ﴾ (آیت:13)

(b) شرکاء کی شریعت (Manmade law) ﴿ شَرَعُوْا لَهُمْ مِّنَ الدِّيْنِ مَا لَمْ يَأْذَنْ بِهِ اللّٰهُ ﴾ (آیت :21)

7- اِقامتِ دین ہی اقامتِ شریعت ہے۔ اقامتِ دین کا مقصد قیامِ عدل ہے۔ ﴿ وَاُمِرْتُ لِاَعْدِلَ بَيْنَكُمْ ﴾ (آیت:13)۔ یہ توحیدِ حاکمیت کا مضمون ہے۔

8- اس سورت میں ایک اہم اصول یہ بتایا گیا ہے کہ دنیا ہو یا آخرت، دونوں کے لیے شدید محنت کی ضرورت ہے۔ صرف دنیا کے لیے جدوجہد کرنے والوں کو، آخرت میں کچھ نہیں ملے گا۔ ایک اچھے مسلمان کو دنیا اور آخرت دونوں کی کھیتیوں کے لیے محنت کرنی ہوگی، تب ہی وہ اپنی فصل کے ثمرات سے مستفید ہوسکتا ہے۔ کھیتی ﴿ حَرْث ﴾ کا استعارہ ، محنت کی طرف دلالت کرتا ہے۔

﴿مَنْ كَانَ يُرِيْدُ حَرْثَ الْاٰخِرَةِ نَزِدْ لَهٗ فِىْ حَرْثِهٖ، وَمَنْ كَانَ يُرِيْدُ حَرْثَ الدُّنْيَا نُؤْتِهٖ مِنْهَا وَمَا لَهٗ فِى الْاٰخِرَةِ مِنْ نَّصِيْبٍ ﴾ (آیت 20)۔

9- اس سورت میں یہ بھی بتایا گیا ہے کہ اللہ کی طرف سے بعض لوگوں کو رزق کی کمی بھی، حکمت سے خالی نہیں ہوتی۔ اگر وہ اپنے بندوں کو کشادگی کے ساتھ رزق عطا کرتا تو وہ زمین پر فساد برپا کرتے۔ ﴿وَلَوْ بَسَطَ اللّٰهُ الرِّزْقَ لِعِبَادِهٖ لَبَغَوْا فِى الْاَرْضِ ﴾ (آیت 27)۔

سورۃ الشّوریٰ کا نظمِ جلی

سورۃ الشّوریٰ سات (7) پیراگرافوں پر مشتمل ہے۔

1- آیات 1 تا 12: پہلے پیراگراف میں قرآنی وحی اور صفاتِ الٰہی کے تعارف کے بعد شرک کا اِبطال کیا گیا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہی ﴿وَلِی﴾ سرپرست اور کارساز ہے۔ عربی قرآن کے نازل کیے جانے کے بعد اتمامِ حجت ہوگئی ہے۔ اب انسان یا جنت میں جائے گا یا دوزخ میں۔ انسان کو عقیدے کی آزادی دی گئی ہے۔ اللہ چاہتا تو دنیا میں صرف ایک اُمت ہوتی۔ اہلِ ایمان دنیا میں ہی قیامت کے عذاب سے ڈرتے ہیں اور ﴿مُشْفِقِين﴾ ہیں (آیت: 1) اس کے برخلاف اہلِ کُفر دنیا میں نہیں ڈرتے، لیکن قیامت کے دن لرزنے لگیں گے اور اُس دن ﴿مُشْفِقِين﴾ ہوں گے (آیت: 2) اللہ ہی نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کر کے انسانوں اور مویشیوں میں جوڑے بنائے اور دنیا میں پھیلا دیے۔ (لیکن اللہ کا کوئی جوڑ نہیں) ﴿لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ﴾ کوئی چیز بھی اللہ کی طرح نہیں ہے۔ وہ ہر بات کو سنتا اور ہر چیز کو دیکھتا ہے۔ سارے اختیارات اُسی کے پاس ہیں۔ وہی رزق میں کمی بیشی کرتا ہے اور ہر شے کا مکمل علم رکھتا ہے۔

2- آیات 13 تا 20: دوسرے پیراگراف میں، اقامتِ دین کی مشروعیت (Divine Laws) کا حکم دیا گیا۔

قیامِ عدل کو یقینی بنانے کے لیے استقامت کی تاکید کی گئی ہے۔

(a) اِقامتِ دین کی مشروعیت ہے۔ ﴿شَرَعَ لَكُمْ مِنَ الدِّيْنِ﴾ (آیت 13) اقامتِ دین کا فریضہ تمام رسولوں پر لازم کیا گیا تھا۔ ﴿اَنْ اَقِيْمُوا الدِّيْنَ وَلَا تَتَفَرَّقُوْا فِيْهِ﴾

(b) اقامتِ دین کی دعوت کے بعد اور اُس پر استقامت کا حکم دیا گیا ﴿وَاسْتَقِمْ كَمَا اُمِرْتَ﴾۔ (آیت: 15) اختلاف اور افتراق کی اصلی وجہ باہمی استحصال ﴿بَغْيًا بَيْنَهُمْ﴾ ہے، اس لیے علم آجانے کے باوجود لوگ تشکیک کا رویہ اختیار کرتے ہیں۔ نزولِ قرآن کا مقصد قیامِ عدل ہے۔ قیامت آکر رہے گی۔ انسان کو دنیا اور آخرت دونوں کے لیے محنت کرنی چاہیے، اللہ تعالیٰ دونوں جہانوں میں ثواب دینے پر قادر ہے۔

3- آیات 21 تا 22: تیسرے پیراگراف میں، مشرکین کی خودساختہ شریعت (Man Made Laws) کا اِبطال کیا گیا

جس کی اللہ تعالیٰ نے ہرگز اجازت نہیں دی ﴿اَمْ لَهُمْ شُرَكٰٓؤُا شَرَعُوْا لَهُمْ مِّنَ الدِّيْنِ مَا لَمْ يَاْذَنْۢ بِهِ اللّٰهُ﴾ ایسے ظالم اپنی کمائی کے بدلے دردناک عذاب سے دوچار ہوں گے۔ اس کے برخلاف اللہ کے قانون پر ایمان لا کر عمل کرنے والے جنت میں داخل ہوں گے۔

4- آیات 23 تا 43: چوتھے پیراگراف میں، اہلِ ایمان اور اہلِ استقامت کی صفات بیان کی گئیں۔

اہلِ ایمان کا اجر و ثواب بتایا گیا ہے اور دلائلِ توحید و آخرت لوگوں کے سامنے رکھے گئے ہیں۔ اللہ اپنے بندوں کو

خوشخبری دے رہا ہے۔اللہ غفور اور قدر دان ہے۔وہ بندوں کی توبہ بھی قبول کرتا اور گناہوں کو معاف بھی کرتا ہے۔دعوت قبول کر کے نیک اعمال کرنے والوں کے فضل میں اضافہ فرماتا ہے۔انکار کرنے والوں کو سزا دیتا ہے۔اللہ تعالیٰ کے خزانے بہت وسیع ہیں لیکن وہ نپا تلا رزق دیتا ہے،ورنہ انسان زمین پر بغاوت کرے۔اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے باخبر ہے اور اُنہیں دیکھ رہا ہے۔وہی انسانوں کا سرپرست اور ﴿وَلِی﴾ ہے خالق ہے،اُسے عاجز نہیں کیا جاسکتا۔آسمان ،زمین،سمندر اور ہوائیں اُس کی نشانیاں ہیں،جن میں ہر صابر و شاکر انسان کے لیے دلیلیں موجود ہیں۔اس کے باوجود جو اُس کی نشانیوں میں بحث مباحثہ کرتے ہیں،اُن کے لیے بچنے کی گنجائش نہیں۔

<u>اِقامتِ دین اور اِقامتِ شریعت کرنے والوں کے دس (10) اوصاف بیان کیے گئے۔</u>

(1) اہلِ ایمان رب ہی پر بھروسہ کرتے ہیں ﴿عَلٰی رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ﴾ (آیت:36)

(2) اہلِ ایمان بڑے بڑے گناہوں سے بچتے ہیں۔﴿يَجْتَنِبُوْنَ كَبٰٓئِرَ الْاِثْمِ﴾ (آیت:37)

(3) بے شرمی کے کاموں ﴿فواحش﴾ سے بچتے ہیں۔﴿وَالْفَوَاحِشَ﴾ (آیت:37)

(4) غصہ آجائے تو درگذر کر جاتے ہیں۔﴿وَاِذَا مَا غَضِبُوْا هُمْ يَغْفِرُوْنَ﴾ (آیت:37)

(5) رب کے احکام کی تعمیل کرتے ہیں۔﴿اسْتَجَابُوْا لِرَبِّهِمْ﴾ (آیت:38)

(6) نماز قائم کرتے ہیں۔﴿وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ﴾ (آیت:38)

(7) تمام اہم باہمی معاملات مشورے سے چلاتے ہیں۔﴿وَاَمْرُهُمْ شُوْرٰى بَيْنَهُمْ﴾ (آیت 38)
اسلام میں ڈکٹیٹر شپ اور آمریت کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔

(8) انفاق کرتے ہیں۔﴿وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ﴾ (آیت:38)

(9) ﴿بغی﴾ یعنی زیادتی کا مقابلہ کرتے ہیں۔﴿اِذَآ اَصَابَهُمُ الْبَغْيُ هُمْ يَنْتَصِرُوْنَ﴾ (آیت:39)

(10) برائی کا بدلہ ویسی ہی برائی ہے۔﴿وَجَزٰٓؤُا سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ مِّثْلُهَا﴾ لیکن جو ظلم کے بعد بدلا لے،اسے ملامت نہیں کی جاسکتی ،بالخصوص جو لوگوں پر ظلم ڈھاتے ہیں اور زمین پر ناحق زیادتی کرتے ہیں،ان سے بدلہ لیا جاسکتا ہے ﴿الَّذِيْنَ يَظْلِمُوْنَ النَّاسَ وَيَبْغُوْنَ فِى الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ﴾ (آیت 42) البتہ بدلے اور انتقام کے بجائے صبر اور درگذر،حوصلے کی بات ہے ﴿اِنَّ ذٰلِكَ لَمِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ﴾ (آیت:43)۔

5- آیات 44 تا 46 : پانچویں پیراگراف میں،اللہ کے دشمن ﴿اَعداء اللّٰہ﴾ مشرکین و کافرین کا انجام بتایا گیا ہے۔

جسے اللہ گمراہ کردے،ایسے ظالم کے لیے کوئی سرپرست نہیں ہوسکتا،جو اُسے راستہ دکھائے۔یہ جب عذاب کو دیکھیں گے تو ان پر خشوع طاری ہوجائے گا ان کے لیے دائمی عذاب ہوگا۔انہوں نے خود اپنے آپ کو خسارے میں مبتلا کیا تھا۔

6- آیات 47 تا 50 : چھٹے پیراگراف میں، دعوتِ استجابۃ دی گئی کہ لوگ دعوتِ توحید کو قبول کرلیں۔

روزِ قیامت سے ڈرایا گیا کہ اُس دن اللہ کے عذاب سے کوئی ٹال نہیں سکے گا۔ اللہ کی بادشاہت ثابت کر کے توحید کے انفسی دلائل بھی دیے گئے ہیں۔ اولاد کے سلسلے میں، چار (4) صورتوں کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ (پانچویں صورت نہیں ہو سکتی)۔

(a) صرف لڑکیاں دیتا ہے۔ ﴿يَهَبُ لِمَنْ يَّشَاءُ اِنَاثًا﴾

(b) صرف لڑکے دیتا ہے۔ ﴿وَّيَهَبُ لِمَنْ يَّشَآءُ الذُّكُوْرَ﴾

(c) لڑکے اور لڑکیاں ملا جلا کر دیتا ہے۔ ﴿اَوْ يُزَوِّجُهُمْ ذُكْرَانًا وَّاِنَاثًا﴾

(d) بانجھ رکھتا ہے۔ ﴿وَيَجْعَلُ مَنْ يَّشَآءُ عَقِيْمًا﴾ (آیات 49 تا 50)

7- آیات 51 تا 53 : ساتویں اور آخری پیراگراف میں، وحی کے تین (3) طریقوں کی وضاحت کی گئی۔

رسالتِ محمدی ﷺ کے برحق ہونے اور اسے پچھلے رسولوں پر کی گئی وحی کے مطابق ہونے کی دلیل بیان کی گئی ہے۔ رسول اللہ ﷺ صراطِ مستقیم کی طرف رہنمائی کر رہے ہیں۔ یہ اللہ کا راستہ ہے اور اللہ ہی تمام امور کا فیصلہ کرنے والا ہے۔

مرکزی مضمون

محمد ﷺ پر کی گئی ﴿وحی﴾ کی تعلیمات کی روشنی میں خالص توحیدِ ذات، توحیدِ صفات، توحیدِ ولایت اور توحیدِ تشریع اختیار کرنا چاہیے شرکِ ولایت اور خود ساختہ انسانی شریعت ترک کر کے توحید پر ایمان لانا چاہیے، اِقامتِ دین کی اہمیت کو سمجھتے ہوئے، شورائیت پر مبنی اجتماعی نظم (ریاست State) قائم کرنا چاہیے، تا کہ اللہ کی شریعت کے ذریعے عدل و انصاف کے قیام کو یقینی بنایا جا سکے۔